شاہ احمد رضا خاں بڑیچ افغانی

۱۸۵۶ء — ۱۹۲۱ء

از قلم محمد اکبر اعوان

فاضل اردو، ایم۔ اے سیاسیات، ایل ایل بی

المختار پبلی کیشنز

۲۵۔ جاپان مینشن رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

بشکریہ :۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، سمندری فیصل آباد

جناب وقاص رضا القادری (مستقیم الفکر)

WWW.Facebook.com/Tehqiqate.Raza

Tehqiqat Raza 0309[illegible]

عرض ناشر

شاہ احمد رضا خاں کے آباؤ اجداد کا تعلق افغانستان کے قبیلہ بڑیچ سے تھا۔ آپ کے اجداد پہلے لاہور تشریف لائے اور بعد میں روہیلکھنڈ بریلی تشریف لے گئے۔ شاہ احمد رضا خاں ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تعلیم سے فارغ ہو کر دین اسلام کی بھرپور خدمت انجام دی اور وسیع تعداد میں مختلف علوم و فنون پر اردو' عربی اور اجداد کی زبان فارسی میں کتابیں تصنیف فرمائیں۔ شاہ احمد رضا کے اجداد اور ان کے معزز قبیلہ بڑیچ سے متعلق جناب محمد اکبر اعوان صاحب نے تحقیق فرمائی ہے کہ یہ قبیلہ صحابی رسول کی اولاد سے ہے اور افغانستان میں اس قبیلہ میں بڑے معروف علماء اور اولیاء اللہ گزرے ہیں۔

جناب محمد اکبر اعوان صاحب ان دنوں بلوچستان سیکریٹریٹ میں گریڈ ۲۰ کے افسر اعلیٰ اور انتہائی فاضل اسکالر ہیں۔ آپ نے پنجاب بورڈ سے فاضل اردو کا امتحان پاس کیا اور بعد میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اکنامکس کی ڈگری حاصل کی۔ بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ سے بھی آپ نے معاشیات اور سیاسیات میں ایم اے کی اسناد حاصل کیں۔ ساتھ ہی ایل ایل بی کی ڈگری بھی حاصل کی۔ آپ اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان بھی تشریف لے گئے اور وہاں سے پہلے Development Economics میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ حاصل کیا بعد میں مانچسٹر یونیورسٹی سے بزنس اکنامکس میں ایم ایس کی ڈگری حاصل کی۔ جناب محمد اکبر اعوان صاحب کو لکھنے پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ چنانچہ انہوں نے شاہ احمد رضا خاں کے اجداد سے متعلق اپنا تحقیقی

مقالہ ہمیں ارسال کیا اور ہم اس کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں :

ادارہ ہذا کی اپنے قارئین سے یہ گزارش ہے کہ اپنے خیالات سے ہمیں ضرور آگاہ کریں اور اسکالرز حضرات سے گزارش ہے کہ اس مقالہ کا فارسی اور پشتو زبان میں ترجمہ فرمائیں اور ادارہ انشاء اللہ اس کو ضرور شائع کرے گا۔ ہم جناب محمد اکبر اعوان صاحب کے مشکور ہیں جنھوں نے ہمیں اس مقالہ کو شائع کرنے کا موقع دیا اور ادارہ ڈاکٹر اقبال احمد خاں کا بھی ممنوں ہے جنھوں نے اس مقالے کے لئے ایک جامع مقدمہ تحریر کیا۔

ناشر

۱۰ جون ۱۹۹۶ء

کراچی (سندھ)

شاہ احمد رضا خان بڑے ہی بہت بڑے فاضل اور عالم اسلام کے جلیل القدر عالم بلکہ عبقری شخصیت کے مالک تھے' اس فرزند افغان پر آج عالم اسلام کو ناز ہے ـــــ وہ عارف کامل' عاشق رسول اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھے ـــــ ان کا مسلک وہی تھا جو خیر القرون سے چلا آرہا تھا' ان کے وہی عقائد تھے جو عرب و عجم اور افغانستان میں مشہور و معروف تھے' چنانچہ سرحد کے مشہور سیاست دان مولانا مصلح الدین فرماتے ہیں :

"احمد رضا خان بریلوی (افغانی) رحمتہ اللہ علیہ سے ہمارا اعتقاد میں اتفاق ہے ـــــ"

(معارف رضا کراچی' ۱۹۹۰ء صفحہ ۸۸)

اسی طرح سوات (فتح پور) کے فصیح اللسان غلام احمد بنوڑی فرماتے ہیں :

"امام اہلسنت' مجدد دین و ملت (احمد رضا خان) عقائد و افکار میں متقدمین اور سلف و صالحین کے پیروکار تھے اور ان کو بزرگ اور اپنے آپ سے بہتر جانتے تھے ـــــ"

(مکتوب خودنوشت' محررہ ٦ اپریل ۱۹۸۳ء بحوالہ معارف رضا کراچی' ۱۹۹۰ء صفحہ ۳۲)

پشاور کے مولانا محمد ذکریا دیوبندی فرماتے ہیں کہ اگر احمد رضا خان نہ ہوتے تو پاک و ہند سے حنفیت ختم ہو جاتی ـــــ"

(محمد مسعود احمد پروفیسر' اجالا' مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء صفحہ ۳۲)

مگر انیسویں صدی کے آغاز میں کچھ ایسے حضرات تاریخ ہند کے مطلع پر نمودار ہوئے جنہوں نے ہندوستان بالخصوص صوبہ سرحد میں سلف صالحین کے سچے اور پاکیزہ عقائد کے خلاف مہم چلائی اور پختونوں کو ان کے ماضی سے

کاٹ دیا ــــــ شاہ احمد رضا خان نے انھی پاکیزہ عقائد کی حمایت میں علمی اور فکری مہم چلائی اور یہ ثابت کیا کہ پختونوں کے آباؤ اجداد کے جو عقائد تھے وہی صحیح تھے ــــــ انھوں نے احیاء اہل سنت و جماعت کے لئے اہم کردار ادا کیا تو صرف پختون قوم بلکہ پورے عالم اسلام کو حقائق سے آگاہ کیا اور منزل کی طرف رہنمائی کی ــــــ وہ پختونوں بلکہ تمام مسلمانوں کے محسن اعظم ہیں ــــــ

انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد سرزمین ہند میں عربی اور فارسی زبانوں کا مستقبل خطرے میں پڑچکا تھا' عربی زبان کی نسبت شارع اسلام علیہ السلام اور فارسی کی نسبت افغانستان سے ہونے کی وجہ سے شاہ احمد رضا خان افغانی نے ۱۹۶۸ء سے ان دونوں زبانوں میں تیزی سے تصنیف و تحقیق کا سلسلہ شروع کیا ــــــ آج صرف ان زبانوں میں دو سو سے زیادہ کتب ان کی یادگار ہیں جبکہ دیگر کی تعداد سات سو سے تجاوز ہے ــــــ

وہ کفار و مشرکین کے خلاف تھے ــــــ وہ چاہتے تھے کہ کفر اور اسلام کو اپنے اپنے دائروں میں رکھا جائے' وہ کفار و مشرکین سے وہی سلوک روا سمجھتے تھے جو اسلام نے رکھا ہے ــــــ ان کی خواہش تھی کہ اسلام پھلتا پھولتا رہے اور کوئی بھی اس گلشن کو برباد نہ کرسکے' وہ اسلاف کے اسی مسلک و مشن کے احیاء کے لئے زندگی بھر کوشش کرتے رہے ــــــ ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان کے وہ علماء جو انگریز کے زیر اثر تھے اور اس کے عزائم کی تکمیل میں لگے تھے ان کے مخالف ہوگئے بلکہ ان کے جانی دشمن ہوگئے اور ان کے خلاف مہم شروع کردی ــــــ ان نام نہاد ہندوستانی علماء نے جھوٹے الزام لگائے ــــــ اس پختون فاضل کو ذلیل و رسوا کیا اور پختونوں کو یہودی اور اسرائیلی کہنے سے بھی دریغ نہ کیا' چنانچہ مولوی حسین احمد مدنی نے پختونوں کا مذاق اڑایا اور ان کے اجداد کو یہودی اور اسرائیلی کہا ــــــ شاہ

احمد رضا خان افغانی کا تعاقب کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں :

"اپنے اجداد یہودی اسرائیلی کی ہڈیوں کو زندہ کیا ہے ــــــ"

(حسین احمد' الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب' مطبوعہ سہارنپور' صفحہ ۹۷)

مولوی سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریزوں کی حمایت اور پختونوں کے خلاف جنگ کی' اس جنگ میں ہندوؤں اور انگریزوں دونوں نے ان کی مدد کی' ۱۸۲۶ء میں اس پختون کش مہم کا آغاز ہوا جس کی تفصیلات مولوی حسین احمد کی کتاب نقش حیات جلد دوم میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے ــــــ

پختونوں سے اظہار نفرت کرتے ہوئے ایک موقع پر سید احمد بریلوی نے فرمایا :

"مجھے ان (پختون) لوگوں سے ایسی نفرت ہے جیسے کسی کو اپنی قے سے نفرت ہوتی ہے ــــــ میں ان کے ملک میں قیام سے بھی اسی طرح نفور ہوں ــــــ"

(غلام رسول مہر' سید احمد شہید' مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۰۷)

۱۸۳۰ء میں پشاور اور کوہاٹ پر قبضہ کیا' دو ہزار پختونوں کو شہید کیا' ایک ہزار زخمی ہوئے (جعفر تھانیسری تواریخ عجیبہ' صفحہ ۱۳۹) اس مسلم کش تحریک میں سید احمد بریلوی نے بہ نفس نفیس خود حصہ لیا' جناب غلام رسول مہر' جنگ اوتمان زئی کے باب میں سید صاحب موصوف کی جنگی مہارت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"(سید صاحب) خود توپ کھنچوا کر ایک اونچی جگہ لائے' بھروائی' خود شست باندھی اور مرزا حسین بیگ کو حکم دیا

کہ اب گولے پھینکو۔۔۔۔ پہلے ہی گولے میں دو سو اڑ گئے۔۔۔۔"

(غلام رسول مہر' سید احمد شہید' صفحہ ۵۳۷' بحوالہ حقائق تحریک بالا کوٹ مطبوعہ لاہور' صفحہ ۱۳۳)

پختونوں کو جب اپنی نسل کشی' کردار کشی اور ناموس لٹنے کا احساس ہوا تو وہ ہوشیار ہوگئے۔۔۔۔ چنانچہ پائندہ خان نے سردار ہری سنگھ کی مدد سے غلبہ حاصل کیا۔۔۔۔ سلطان محمد خان نے رنجیت سنگھ سے مدد لے کر پختون کے علاقہ پشاور اور کوہاٹ واپس لئے۔۔۔۔

(مراد علی' تاریخ تناولیاں' مطبوعہ لاہور' صفحہ ۷۴۔۵۶)

مولوی اسماعیل دہلوی کے ہم سبق اور رفیق تحریک مولوی محبوب علی نے جب یہ دیکھا کہ جس مہم کو انگریزوں کے خلاف بتایا گیا تھا' اس مہم میں تو پختونوں کو بے دریغ قتل کیا جارہا ہے اور لوٹا جارہا ہے' تو انہوں نے پوچھا :

"جہاد کہاں ہے؟ تم نے کون سے دن کسی کافر کو مارا؟"

(غلام رسول مہر' سید احمد شہید' مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء' صفحہ ۴۴۶)

پھر وہ اس مہم سے الگ ہوگئے اور اپنے ساتھیوں کو واپس ہندوستان لے گئے' مولوی محبوب علی ایک جگہ لکھتے ہیں :

"سید صاحب کے آدمیوں نے پختونوں کے اموال میں مال غنیمت کی طرح کیا۔۔۔۔"

(تاریخ الائمہ فی ذکر خلفاء الا مۃ (۱۲۵۱۔۱۲۴۴) قلمی مخزونہ' انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹیڈیز' تغلق آباد دہلی' صفحہ ۸۹۱)

سید صاحب کے رفقاء نے پختونوں کی نسل کشی کے علاوہ ان کی عورتوں کو بھی ذلیل و رسوا کیا' ان سے جبراً" شادیاں کیں' چنانچہ مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں :

"وہ بعض اوقات (پختون) نوجوان خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کرلیں اور بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ عام طور پر دو تین دوشیزہ لڑکیاں جارہی ہیں ---- (سید صاحب) کے مجاہدین میں سے کسی نے انہیں پکڑا اور مسجد میں لے جاکر نکاح پڑھالیا ----"

(مرزا صاحب دہلوی' حیات طیبہ' صفحہ ۲۸۰)

مگر جب خویشگی خان کی ایک نوجوان لڑکی کا جبراً" نکاح ہوا تو پختونوں کی رگ حمیت پھڑک اٹھی اور پھر سید صاحب کے گماشتہ تمام سرداروں کو آن کی آن میں قتل کردیا گیا' خود سید صاحب کو جان بچانا مشکل ہوگیا' فرار ہوئے یا غائب ہوگئے' ان کی موت کے احوال نہیں معلوم ---- ہاں مولوی اسماعیل دہلوی پختونوں کے ہاتھوں مارے گئے ---- (حیات سید احمد شہید' صفحہ ۲۸۸)

ان واقعات کی حقیقت جاننے کے لئے شاہ حسین گردیزی کی کتاب "حقائق تحریک بالا کوٹ" کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا ----

حقائق کی روشنی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ سرحد پر انگریزوں کی گرفت مضبوط کرنے کے لئے یہ جنگ لڑی گئی' جبھی تو ہندوؤں اور انگریزوں نے دل کھول کر سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی کی مدد کی بلکہ ہندو فوجی بھی ان کے ساتھ شریک تھے ---- سید صاحب نے پختونوں کا خون بہایا' ان کے اموال کو لوٹا' ان کو ذلیل و رسوا کیا' ان کے عقائد کو بدلنے کی کوشش کی ---- ان تاریخی حقائق کو مسلسل چھپایا جارہا ہے ---- اب کسی

پختون فاضل کو یہ المناک تاریخی حقائق منظر عام پر لانے چاہئے تاکہ پختونوں کو اصل حقائق معلوم ہوں اور دین کے نام پر جو ان کو گمراہ کیا گیا ہے اس کی حقیقت کھل کر سامنے آئے۔۔۔۔

نہایت حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ خود تو انگریزوں کی مدد کی اور ان سے مدد لی اور پختونوں کے مرد جلیل شاہ احمد رضا خان افغانی کے لئے مشہور کیا کہ وہ انگریزوں کا مددگار اور خیر خواہ تھا حالانکہ ان کو انگریز سے سخت نفرت تھی اور نہ صرف انگریز بلکہ اس کی تہذیب و ثقافت سے بھی نفرت کرتے تھے۔۔۔۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں :

> "انگریزی وضع کے کپڑے پہننا حرام' اشد حرام اور انہیں پہن کر نماز مکروہ تحریمی قریب حرام' واجب الاعادہ کہ جائز کپڑے پہن کر نہ پھرے تو گنہگار' مستحق عذاب۔۔۔۔"

(احمد رضا خان' فتاویٰ رضویہ جلد سوم' صفحہ ۴۴۲)

شاہ احمد رضا خان افغانی کے دادا مولانا رضا علی افغانی نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف مجاہدین آزادی کی مدد کی' جس کی پاداش میں انگریزوں نے ان کے سر کی قیمت ۵۰۰ روپیہ مقرر کی۔۔۔۔ (مولانا محمد ابراہیم خوشتر' تذکرہ جمیل صفحہ ۹۵)

تاریخ شاہد ہے کہ پختون ہمیشہ انگریزوں کے خلاف جہاد اور جدوجہد کرتے رہے۔۔۔۔ شاہ احمد رضا خان افغانی کی رگوں میں بھی پختون خون تھا۔۔۔۔ بھلا وہ کیسے انگریزوں کے مددگار اور خیر خواہ ہوسکتے تھے۔۔۔۔ یہ الزام پختون قوم پر بہتان ہے۔۔۔۔ پروفیسر محمد مسعود احمد نے اس بہتان کا تحقیقی جائزہ "گناہ بے گناہی" نامی کتاب میں تفصیل سے پیش فرمایا ہے جس سے حقیقت کھل کر اہل علم کے سامنے آگئی ہے۔۔۔۔ کیونکہ شاہ احمد رضا

خان افغانی' پختون تھے' اس لئے ان ہندوستانی علماء نے ان کے خلاف جدوجہد کی جو انگریزوں کے خیر خواہ تھے اور اس سے مدد لے رہے تھے ـــــ

○

عام طور پر لکھنے والے بالعموم وہی باتیں دہراتے ہیں جو کہ پہلے لکھی جاچکی ہیں' ایسے محقق اور فکرکار بہت کم یاب ہیں' جو قاری کے علم میں اضافہ کرتے ہیں ـــــ پیش نظر مقالہ نہایت مفید اور معلومات افزا ہے ـــــ فاضل مقالہ نگار نے کافی محنت کر کے دلائل و شواہد کی روشنی میں درج ذیل پوشیدہ حقائق پیش کر کے معلومات میں اضافہ کیا ہے ـــــ

○ افغانوں میں اسلام قیس بن عیص کے ذریعہ پھیلا' جن کا اسلامی نام "قیس عبدالرشید" خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا ـــــ

○ شاہ احمد رضا خان افغانی' پختون تھے اور افغانستان کے قبیلہ بڑیچ سے تعلق رکھتے تھے' جس سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کے مورث اعلیٰ' حضرت قیس عبدالرشید کو بشارت فرمائی تھی کہ اس مرد جری سے میری امت کا ایک عظیم طائفہ پیدا ہوگا جو جرات و شجاعت میں لاثانی اور دین اسلام کا بطان کہلائے گا ـــــ

○ شاہ احمد رضا خان افغانی کے مورث اعلیٰ' حضرت قیس عبدالرشید کا سلسلہ نسب ۴۳ واسطوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملتا ہے ـــــ

○ پشتو اور پختون ایک ہی زبان کے دو نام ہیں ـــــ

○ پختونوں کے افغان اور پٹھان کہلانے کی وجہ تسمیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے :

○ صحابی رسول حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم و اجازت سے افغانوں کو اسلام کی دعوت دی' اسلام

سے قبل بھی افغانی صحیح العقیدہ اہل کتاب تھے۔۔۔۔۔

○ آصف بن برخیا' نامی ایک بزرگ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں رہا کرتے تھے' جن کا قرآن پاک میں بھی ذکر ہے کہ انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خواہش پر ملکہ بلقیس کا شاہی تخت پلک جھپکنے میں اس کے محل سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کردیا گیا تھا۔۔۔۔۔ یہ افغانوں کے مورثین اعلیٰ میں سے تھے۔۔۔۔۔

○ افغانستان کے ضلع قندھار کا قبیلہ بڑیچ ایک معزز اور اہل اللہ کا قبیلہ شمار کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ شاہ احمد رضا خان افغانی بڑیچ کے علاوہ افغانستان کے اکابر اولیاء کرام حضرت شیخ بستان بڑیچ' شیخ المشائخ حضرت شیخ ثابت بڑیچ' حضرت شیخ الیاس بڑیچ اور حضرت شیخ ماکی شہباز بڑیچ رحمتہ اللہ علیہم اسی قبیلہ سے ہوئے اور یہ کہ اس قبیلہ کے مورث اعلیٰ' حضرت قیس عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابی رسول ہونے کا شرف حاصل ہوا۔۔۔۔۔

○ روہیل کھنڈ اور بریلی کا تاریخی پس منظر۔۔۔۔۔

مقالہ میں اس کے علاوہ شاہ احمد رضا خان افغانی اور ان کے خانوادہ کے مختصر حالات بھی شامل ہیں مگر زیادہ زور ان کے نسبی تعلق پر دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ شاہ احمد رضا خان افغانی اگرچہ پختون تھے مگر افسوس کہ پختون بھائیوں میں ہی ان کا تعارف نہ ہوسکا۔۔۔۔۔ اسی لئے ان میں بہت سے اصل حالات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے شاہ امام احمد رضا خان افغانی کے خلاف ہیں۔۔۔۔۔ ان کو اصل حقائق معلوم کرنے چاہئے۔۔۔۔۔

آج عالم اسلام اس فرزند پختون سے شناسا ہے مگر پختون قوم از خود ناواقف ہے' پختون محققین اور قلمکاروں کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے !

گویا چراغ تلے اندھیرا

پیش نظر مقالہ' انشاء اللہ اس ضمن میں سنگ میل ثابت ہوگا۔۔۔۔۔ اگر کوئی

پختون فاضل اسے پشتو اور پھر فارسی میں منتقل کردے تو شاہ احمد رضا خان افغانی کا اپنے وطن میں صحیح تعارف ممکن ہو سکے گا ـــــ

فاضل مقالہ نگار محمد اکبر اعوان نے پنجاب بورڈ سے فاضل اردو' مانچسٹر یونیورسٹی برطانیہ سے پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ' ڈویلپمنٹ اکنامکس اور ایم۔ ایس۔ سی بزنس اکنامکس کیا جبکہ بلوچستان یونیورسٹی' کوئٹہ سے ایم ـــــ اے اکنامکس اور ایم۔اے سیاسیات کیا ـــــ جبکہ یہیں سے ایل۔ ایل۔ بی بھی کیا' آپ چونکہ انصاف و قانون سے وابستہ ہیں اور ساتھ ساتھ حکومت بلوچستان کے ایک اہم سرکاری عہدہ پر فائز ہیں اسی لئے آپ کے پیش کردہ حقائق از خود سند کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــ شاہ احمد رضا خان افغانی پر پاک و ہند میں کافی کام ہوا ہے مگر اس مقالے میں جو کچھ پیش کیا گیا یہ ان سب سے جدا اور منفرد ہے ـــــ اللہ تعالیٰ ان کو خوب نوازے اور اس موضوع پر مزید کام کرنے کی توفیق و استقامت عطا فرمائے ـــــ آمین

ڈاکٹر اقبال احمد خان
(کراچی' سندھ)

۲ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ
۲۲ اپریل ۱۹۹۶ء

"شاہ احمد رضا خاں بڑیچ افغانی"

ایک تاریخی پس منظر

○

پختون اور افغان جنہیں پٹھان بھی کہا جاتا ہے کو اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہونے کا فخر حاصل ہے۔(۱) خاندان ابراہیمی کی فضیلتیں اور شرف اس سے ظاہر و عیاں ہے کہ کلام مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : "یہ کہ ہم نے خاندان ابراہیم کو کتاب اور حکمت بخشی اور ان کو بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی(۲)" اس خاندان کی دو اہم شاخیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو نامور فرزندوں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسبت سے تاریخی فضیلت کی مالک ہیں۔ جنہیں بالترتیب بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔

پہلی جانب بنی اسماعیل میں خاتم الانبیاء سرور کون و مکاں آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو دوسری جانب بنی اسرائیل میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بعد آنے والے تمام انبیاء جن کا سلسلہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچتا ہے (اور اس کے ساتھ ساتھ مملکت و سلطنت یہ دونوں نعمتیں بھی اس خانوادے میں اس طرح رہیں کہ کسی دوسرے خاندان میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔) بنی اسرائیل، فلسطین اور اس کے گرد و نواح میں شام تک کے علاقوں پر قابض رہ کر تقریباً چار سو سال تک حکومت کرتے رہے۔ ان میں جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے یہودا کی پانچویں نسل سے فرزند "ساول" جو کہ طالوت کے نام سے مشہور ہوئے اور جن کا قرآن مجید کے دوسرے پارے میں بھی ذکر ہے کہ (انہیں وہ تابوت جو بنی اسرائیل سے عمالقہ چھین کر لے گئے تھے، دلایا گیا) بادشاہ مقرر ہوئے تو ان کی راہنمائی میں بنی اسرائیل کو بہت زیادہ جاہ و حشمت حاصل ہوئی۔ ملک طالوت اپنے دور اقتدار میں جب حضرت سموئیل علیہ السلام کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے تو انہیں اپنی سلطنت حضرت داؤد علیہ السلام کے حوالے کرنے اور خود ان کی نگرانی میں اپنے دس نوجوان فرزندوں کے ساتھ جہاد میں شرکت کرنے کی بشارت ہوئی۔ (۲) چنانچہ انہوں نے اپنی سلطنت حضرت داؤد علیہ السلام کے سپرد کی اور اپنی دو حاملہ ازواج بھی ان کی نگرانی میں چھوڑ کر جن سے دو نامور فرزندوں کی پیدائش کی بشارت انہیں حضرت سموئیل علیہ السلام کی قبر پر حاضری کے دوران ملی تھی خود کفار سے جنگ کے دوران اپنے دس نوجوان فرزندوں سمیت شہید ہوگئے، بعد میں آپ کی حاملہ ازواج کے بطن سے ایک ہی دن دو فرزند کی ولادت ہوئی، جن کا نام حضرت داؤد علیہ السلام نے "برخیا" اور "ارمیا" رکھا۔ اپنے فرزندوں کی طرح ان کی بھی پرورش فرمائی۔ برخیا کو ملکی معاملات اور امور حکومت کا مشیر خاص بنایا۔ جبکہ افواج اور سپہ گری کا سالار ارمیا کو مقرر کیا۔ آگے چل کر برخیا اور ارمیا کے دو فرزند پیدا ہوئے جنہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد نبوت میں بڑی شہرت پائی اور علم و حکمت اور قوت و شجاعت کے پیکر ہوئے۔ برخیا

کے فرزند کا نام "آصف" اور ارمیا کے بیٹے کا نام "افغنہ" رکھا گیا۔ آصف حضرت سلیمان علیہ السلام کے علوم و فنون اور حکمت و دانائی کے مشیر ٹھہرے۔ یہ وہی آصف بن برخیا ہیں جن کا ذکر قرآن مجید کے انیسویں پارے میں مذکور ہے کہ جنھوں نے ملکہ بلقیس کا تخت پلک جھپکنے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے لاکر کھڑا کیا تھا کیونکہ انہیں اللہ رب العزت نے کتاب کا علم عطا فرمایا تھا اور وہ اسم اعظم جانتے تھے۔ اسی طرح ارمیا کے فرزند کو جوکہ فن سپہ گری میں یکتا تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام کے سپہ سالاہر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ان دونوں بھائیوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مروت و شفقت حاصل رہی اور آپ کے حکم سے جن و انس ان دونوں بھائیوں کے تابع حکم رہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی رحلت کے بعد مسجد اقصیٰ کی تکمیل بھی ان دونوں بھائیوں کی نگرانی میں دیو۔ پریوں اور جنات کے ذریعہ ہوئی جس پر چالیس برس کا عرصہ لگا۔ پشتو زبان بھی افغنہ و اصفیہ اور ان کی اولاد کے غیر انسانی مخلوق یعنی جنات۔ دیو۔ پری وغیرہ سے زبانی رابطے کی بنا پر پروان چڑھی۔ (۳) چنانچہ ارض مقدس فلسطین اور بنی افغنیہ کے تصرف میں رہے۔ آصف کے اٹھارہ فرزند تھے جبکہ افغنہ کے چالیس لڑکے ہوئے۔ آگے چل کر افغنہ کی اولاد مزید بڑھی اور دونوں اطراف ایک دوسرے سے مدغم ہوکر بنی افغنہ پھر افغان کہلانے لگے۔ جب بخت نصر نے بیت المقدس کو پامال کیا تو اولاد آصف اور اولاد افغنہ۔ یعنی افغانوں کو اپنے آبائی وطن فلسطین و شام سے جلا وطن ہوکر جبل غور۔ خرساں۔ سیستان اور اطراف کے عرب علاقوں میں آباد ہونا پڑا۔ بنی اسرائیل کے عرب میں آباد ہونے والے خاندان میں حضرت خالد سیف اللہ کی اسلامی خدمات بے مثال ہیں۔ آپ نے خلافت راشدہ کے دور میں اسلام کو مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں

پھیلانے کے لئے کئی جنگی معرکے سر کیے۔ کوہ غورہ، خراساں اور گرد و نواح میں آباد ہونے والے افغانوں کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ ان کے ایما پر قبیلہ افغنہ کے روسا کا ایک وفد اپنے "سردار قیس بن عیص" کی قیادت میں مدینہ منورہ میں پیغمبر اسلام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ قیس بن عیص کا سلسلہ نسب ۳۴ واسطوں سے جاکر افغنہ بن ارمیا بن سلول ملک طالوت اسرائیلی سے جاملتا ہے۔

محمد سعادت یار خان بن محمد یار خان بن حافظ رحمت خان کی کتب "تاریخ افغانی" اور "گلشن رحمت" میں افغانوں کو ملک طالوت کی اولاد تحریر کیا گیا ہے جس کی تائید میں حاجی محمد زردار خان فاغر کی "صولت افغانی" شیر محمد خان گنڈاپور کی "تواریخ خورشید جہاں" اور روشن خان کی "تذکرہ پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ" وغیرہم دیگر کتب تاریخ پیش کی گئی ہیں۔ مشرف بہ اسلام ہو کر قیس بن عیص جنہیں عبدالرشید کا اسلامی نام پیغمبر اسلام نے عطا فرمایا تھا کی قیادت میں جب افغانوں کا وفد واپس غورستان، خراساں، سیستان وغیرہ کے علاقوں میں واپس آیا اور یہاں پر موجود افغانوں کو اسلامی حقائق سے آگاہ کیا تو ان سب نے نہ صرف اسلام کو قبول کرلیا بلکہ خود کو سب نے قیس عبدالرشید سے منسوب کرکے اسے اپنے خانوادے کا بانی اور مورث اعلیٰ قرار دیا۔ شاہ احمد بڑیچ کے جد امجد "بڑیچ" قیس عبدالرشید کے پوتے شیر جنون المعروف شرف الدین بن سیف الدین (سڑوبن) کے پانچ بیٹوں میں سے چوتھے نمبر پر تھے۔ (۴) بقایا بھائیوں کے نام ترین، شیرانی، میانئہ اور اوڑمڑ ہے۔ (خان سعید اللہ بڑیچ) بن شر جنون (شرف الدین) کے دو فرزند داؤد اور حسین ہوئے۔ داؤد کی اولاد عیسی زئی، چوپان زئی، شکر زئی، بسوک زئی، بہلل

زئی اور شیخ ثابت کہلاتی ہے۔ جبکہ حسین کی اولاد کو مروان زئی' بارک زئی' بسا زئی اور زکو زئی کہا جاتا ہے۔

پشتون یا پختون

○

حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد نبوت میں پشتو زبان' بنی اسرائیل اور غیر انسانی مخلوق دیو' جنات وغیرہ کے آپس میں بول چال سے پھلی پھولی۔ اس زبان کو بولنے والے بعد میں پشتون کہلائے۔ علاوہ ازیں بنی اسرائیل میں ایک نامور قبیلہ بنی پخت کے نام سے تھا۔ (۵) جسے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں کافی اثر و رسوخ حاصل تھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں بھی قائم رہا۔ جلا وطنی کے بعد بنی پخت کو پختون کہا جانے لگا۔ بہرکیف پختون اور پشتون ایک ہی اصطلاح ہے جس سے مراد پشتو یا پختون بولنے والے ہیں۔

لفظ پٹھان کا تاریخی حوالہ

○

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بہادری اور اسلام کے لئے جانثاری کے مظاہروں نے پیغمبر اسلام کی بہت قربت اور شفقت دلائی اور آپ کو سیف اللہ کے لقب سے نوازا گیا۔ انہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ بخت نصر بابلی کے ظلم و ستم سے تنگ آکر تیرے قبیلے کے کافی لوگ خراسان' غور اور سیستان کے پہاڑی علاقوں

میں جاکر آباد ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ چونکہ اہل کتاب ہیں اس لئے خاتم النبین کی آمد سے مطلع ہیں۔ بہتر ہوگا کہ تم اپنے بہن بھائیوں کو اسلام کی دعوت دو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلا وطن بنی اسرائیلیوں کو مکتوبات لکھے جس پر حقیقت حال کو معلوم کرنے کے لئے بنی اسرائیل کے بزرگ ترین افراد کا ایک گروہ قیس نامی اپنے سردار کی قیادت میں مدینہ منورہ پہنچ کر دربار رسالت میں حاضر ہوا (۶) جہاں انہیں مشرف بہ اسلام ہونے کی سعادت ملی۔ فتح مکہ کے دوران یہ لوگ پیغمبر اسلام علیہ السلام کے ساتھ رہے اور مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کے سفر کے دوران بہادری اور جرات کے کئی مظاہرے کئے۔ مخبر صادق پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام نے قیس کے عبرانی نام کو عبدالرشید سے بدلا اور فرمایا کہ اس مرد جری سے میری امت کا ایک عظیم طائفہ پیدا ہوگا جو جرات و شجاعت میں لاثانی ہوگا اور دین اسلام کا بطان کہلائے گا (۷)۔ بطان عربی میں کشتی کے اس حصے کو کہا جاتا ہے کہ جو ہمیشہ پانی اور سمندر کی موجوں اور نمکیات میں رہ کر بھی سلامت رہتا ہے اور ان کا اثر نہیں لیتا۔ پیغمبر اسلام کے عطا کردہ اس لقب کو کتاب صولت افغانی" کے مصنف حاجی محمد زردار خان نے "پتان" لکھا ہے جبکہ "تواریخ خورشید جہاں" کے مصنف شیر محمد خان نے اسے "بطان" لکھا ہے جبکہ دونوں کی وضاحتیں ایک ہیں اور ہر دو نے اسے کشتی کے سمندر کے پانی میں ڈوبے ہوئے حصہ کی جانب اشارہ کیا ہے۔ لفظ بطان یا بتان آگے جاکر پٹھان کہلایا جانے لگا، خصوصاً ہندوستان میں افغانوں کی آمد کے بعد انہیں پٹھان کہہ کر پکارا جانے لگا۔ "پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ" کے مصنف خان روشن خان نے اپنی تحقیقات کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پختون۔ پشتون۔ روھیلہ۔ سلیمانی۔ پٹھان اور افغان ایک ہی خانوادے کے مختلف نام ہیں۔

اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ افغانستان

○

احمد شاہ ابدالی ایشیا کے وہ نامور مسلمان حکمران تھے جنہوں نے افغان قبائل کو متحد کیا۔ انہیں مختلف افغان قبائل کے مشترکہ جرگوں کے ذریعہ بالاتفاق قندھار میں افغان قبائل کا حکمران منتخب کیا گیا۔ ان کی اسلام دوستی۔ خدمت اور صحیح قیادت کے پیش نظر افغان انہیں اپنا قائد اور مورث اعلیٰ تصور کرتے ہیں۔ مرہٹوں کے ظلم و ستم سے انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو پانی پت کے میدان میں شکست فاش دے کر احسان عظیم کیا۔ اسی لئے حکیم الامت علامہ اقبال نے فرمایا

مرد ابدالی بیا پیدا شو

چنانچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اگر احمد شاہ ابدالی کے مشورہ پر عمل کیا جاتا اور شجاع الدولہ کو انہیں اپنے ساتھ لے جانے دیا جاتا اور بعد میں اسے انگریزوں کے ساتھ ساز باز کر کے اسلام دشمنی اور افغان کشی کا موقع نہ ملتا تو ہندوستان میں اسلام کی حکمرانی کا روشن سورج کبھی غروب نہ ہوتا۔ احمد شاہ ابدالی بزرگان دین' مشائخ عظام اولیائے کرام سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ بالخصوص آپ کو حضرت میاں عمر چمکنی سے بڑی محبت تھی۔ آپ جب بھی پشاور تشریف لاتے تو میاں عمر کی خدمت میں ضرور پیش ہوتے۔ پانی پت کی فتح کے بعد جہاں افغانوں کی شجاعت کا لوہا مانا جا چکا تھا۔ آپ نے حضرت میاں عمر چمکنی کے مشورہ سے اس علاقے کو جہاں افغان صدیوں سے سکونت پذیر تھے جسے کبھی خراسان۔ غرجستان۔ سیکستان اور زابلستان کہا جاتا تھا۔ اسے افغانوں کی نسبت سے افغانستان کا نام دیا گیا گو اس پورے علاقے پر بعد

کے حکمرانوں' مثیر شیر علی خان اور میر عبد الرحمن وغیرہ باہمی اختلافات کی وجہ سے کنٹرول قائم نہ رکھ سکے۔ شمال کی طرف سے روس اور جنوب و مشرق کی جانب سے انگریزوں نے افغانستان کے کچھ علاقوں پر قبضہ جما لیا۔ انگریزوں کے مقبوضہ علاقے تو اسلام کے نام پر قائم ہونے والی مملکت خداداد پاکستان کا حصہ بن کر اسلام کے بازوئے شمشیر زن کا کردار سر انجام دے رہے ہیں لیکن روس کے قبضہ میں آنے والے علاقوں کے مسلمانوں آزادی کی نعمت سے بہرہ ور نہیں ہو سکے تھے۔ لیکن افغان مجاہدین کی حالیہ روس کو ذلت آمیز شکست نے ان مسلمانوں کے لئے بھی آزادی کا خواب شرمندہ تعبیر کر دیا ہے۔ اور وہاں بھی جدوجہد شروع ہو رہی ہے۔ اس طرح مخبر صادق آقائے دو عالم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی افغانوں کے ملک اور ان کے نسب و نسل کو دی جانے والی دعائیں جو قیس عبد الرشید کے مشرف بہ اسلام ہونے کے موقع پر دے گئی تھیں۔ حقیقت بن کر سامنے آ رہی ہیں۔ تاریخی حقائق پر اگر نگاہ دوڑائی جائے تو خطہ ارض افغانستان اسلام کا محفوظ قلعہ نظر آرہا ہے جو اغیار کے مکروہ عزائم سے محفوظ رہا اور دین اسلام اپنے صحیح اقدار کے ساتھ اس علاقہ میں سلامت رہا۔ یہود۔ ہنود اور نصاریٰ جو اسلام کے ازلی دشمن ہیں جنہوں نے اپنے مکرو فریب سے اسلام کو سارے عالم میں پامال کیا۔ یہاں تک کہ ارض مقدس فلسطین حرم کعبہ اور دیار رسول کے تقدس کو مجروح کرنے کے لئے لارنس آف عربیہ۔ ہمفرے وغیرہ کی ریشہ دوانیاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں لیکن اسلام کے ان ازلی دشمنوں کے ناپاک قدم سرزمین افغانستان جسے (سمندر سے دور پہاڑوں سے گھرا ہوا ملک) Land Blocked Country کہا جاتا ہے نہ پہنچ سکے۔ اس کے برعکس ہندوستان میں اسلام کی شمع روشن کرنے والے جملہ اولیائے کرام اور ہندوستان پر سات سو سال حکمرانی کر جانے والے مسلمان' افغانستان سے

متعلق ہیں اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تک یہ لوگ اپنی مادری زبان پشتو کو ہندوستان میں بھی بولتے تھے۔ جبکہ افغانستان میں بولی جانے والی دوسری بڑی زبان فارسی تھی۔ اس طرح فارسی اور پشتو زبان اسلامیان ہند کا طرہ امتیاز ہیں۔

عربی زبان کے علاوہ اسلامی ادب و ثقافت کا تمام تر سرمایہ فارسی زبان میں ہے جو کہ اسلامی ملک ایران کی طرح افغانستان کی بھی قومی ہے اور پشتو زبان کے ساتھ ساتھ ملک کے طول و عرض میں بولی جاتی ہے اگر عربی زبان کو اسلام کا جسم و روح تصور کیا جائے تو اس جسم و روح کی عکاس فارسی زبان بنے گی کیوں کہ اس زبان کے خدا کے کلام۔ فرمودات نبوی' اسلامی فنون و ثقافت کی تشریحات کا اتنا سرمایہ جمع کیا ہے کہ اس پر مسلمانان عالم کو فخر ہے۔ فارسی زبان کے نامور شعراء' علماء' عشق و محبت کے پیکر اولیاء کے مسکن ہونے کا سرزمین افغانستان کو شرف حاصل ہے۔ بندگان خدا کو اپنے مالک حقیقی اور خالق ازلی سے جوڑنے اور ملانے کا فریضہ شروع سے انبیاء کرام اور اولیائے عظام کے ذمہ رہا ہے۔ اس نسبت سے اہلیان افغانستان کو اگر دیکھا جائے تو ارض مقدس فلسطین جو کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ جملہ انبیائے کرام کی جائے ولادت و سکونت رہی۔ اس مقدس سرزمین سے افغانوں کے آباؤاجداد کو نسبت حاصل ہے جو بخت نصر کے ظلم و ستم سے تنگ آکر وہاں سے مراجعت کرکے افغانستان میں سکونت پذیر ہوئے۔ ہر نبی کے زمانے میں ان کی امتوں میں اولیائے کرام بھی رہے جنہیں انبیاء کرام کے بعد خداوند کریم کا قرب نصیب ہوا۔ انبیائے کرام کا سلسلہ تو اللہ رب العزت نے بعثت نبوی پر ختم فرمایا اور پیغمبر اسلام نے فرمایا : **"انا خاتم النبین"** یعنی مجھ پر اللہ نے نبوت ختم فرمادی۔ لیکن ولایت کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کی امت میں جاری و ساری رکھا۔

چنانچہ ہر ملک، ہر خطے اور ہر علاقے میں کلمہ گو، فیضان رسول سے بہرہ ور اولیائے کرام کا سلسلہ قائم و دائم ہے۔ لیکن افغانستان وہ ملک ہے جسے بلاد الاولیاء یعنی ولیوں کی سرزمین کہا جاتا ہے۔ جیسے کہ ارض مقدس حجاز و فلسطین کو "بلادالانبیاء" یعنی نبیوں کی سرزمین کہا جاتا ہے۔ انبیاء کرام کی لائی ہوئی شریعت کو اپنا کر اولیائے کرام نے بھی مخلوق خدا کی راہبری کا فریضہ سر انجام دیا اس نسبت سے خاتم النبین کی لائی ہوئی شریعت کو آپ کی امت کے اولیائے کرام نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر بلاد عالم کو شمع اسلام سے منور فرمایا۔ جن کی اکثریت بلادالاولیاء افغانستان سے متعلق ہے۔ آیئے اس حقیقت کو افغانوں کے مورث اعلیٰ، قیس عبدالرشید کو مخبر صادق پیغمبر اسلام کی دی گئی دعا سے جوڑ کر دیکھیں، چنانچہ کہا گیا ہے کہ جب قیس بن عیص کو دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا گیا تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عبدالرشید کے اسلامی نام سے نوازا اور فرمایا کہ تم میری امت کے بطان یا بتان ہو کیونکہ تیری پشت میں اللہ تعالیٰ نے میرے دین کو محفوظ فرمایا ہے جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے کہ بطان یا بتان عربی میں کشتی کے اس حصے کو کہتے ہیں جو ہمیشہ پانی میں رہنے کے باوجود اس کے نمکیات و دیگر اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ چنانچہ یہی عبدالرشید اپنے قبیلہ کے ہمراہ موجودہ افغانستان کے سلسلہ ہائے کوہ میں آباد ہوئے جو کہ سمندری علاقوں کے ذریعہ نقل و حمل کرنے والوں اور دوسرے علاقوں کو تاراج کرنے والوں کے اثرات سے محفوظ تھا۔ چنانچہ کلام مجید میں یہود و نصاریٰ اور دیگر اسلام دشمن قوتوں کو ملت اسلامیہ کے دشمن قرار دیا گیا اور مسلمانوں کو ان کے فتنوں سے خبردار کیا گیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ جہاں کہیں یہود و نصاریٰ کے قدم جمے انہوں نے اسلام کو نابود کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اپنی تمام تر حربی قوت سے اسلام کو مٹانے کے لئے کوشاں رہے جس کے لئے اسپین سے

اسلام کی بیخ کنی' ارض مقدس میں صلاح الدین ایوبی سے شیر دل رچرڈ کے معرکے ہندوستان میں اسلامی اقدار۔ تہذیب و ثقافت کی پامالی تاریخ کا حصہ ہیں۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ جہاں قوت کے ذریعہ اسلام کو مٹانے میں ناکام رہے۔ وہاں مکر و فریب کے ذریعہ انہوں نے اسلامی اثاث کو مجروح کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس کو روضہ مبارک سے نکالنے کی یہود کی مکروہ جسارت۔ لارنس آف عربیہ کے ذریعہ سلطنت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے۔ ہمفرے کے ذریعہ بخدی محمد بن عبدالوہاب کو انگریزوں کا آلہ کار بن کر صحابہ کرام۔ اولیائے کرام اور صالحین کی قبور کی بے حرمتی اور دین مبین پر ڈاکہ زنی کر کے وہابی عقائد کو پھیلانے۔ محمد بن عبدالوہاب کے مسلک کو ساری اسلامی دنیا میں پھیلانے کے لئے اس کے مقلدوں کی دامے۔ درمے سخنے غرض ہر طرح سے پذیرائی۔ وہاں عقائد کی تشریح و توضیح کے لئے ادارے قائم کرنا وہ تمام حربے ہیں جن کے در پردہ یا اعلانیہ اسلام دشمن قوتوں نے اعانت کی اور ان کے ذریعے اسلام کی اصلی ہیئت کو دغدار اور مجروح کیا اور دین نما کفر فروشوں کے طائفہ ہر اول دستے کے طور پر استعمال کر کے تمام اسلامی دنیا یہاں تک کہ سرزمین حجاز و یمن کو بھی اسلام کی اصل روح اور تعلیمات۔ عقائد و عمل سے محروم کردیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں کہیں بحری اور بری نقل و حمل ممکن تھی وہاں تک یہود و نصاریٰ نے اسلام کو مٹانے کے لئے ہر ممکن طریقہ آزمایا۔ پورے عالم اسلام میں جو خطہ ارض اس دست برد سے محفوظ رہا اس کو افغانستان کہا جاتا ہے۔ چنانچہ پوری اسلامی دنیا میں یہی وہ جگہ ہے جہاں اسلامی تہذیب و ثقافت۔ عقائد اور اعمال اپنی اصلی حالت میں جس طرح کہ قیس عبدالرشید صحابی رسول اور افغانوں کے مورث اعلیٰ لائے تھے۔ قائم رہے اور اس طرح مخبر صادق جنہوں نے قیس عبدالرشید کو ملت اسلامیہ کا

بطان یا بتان فرمایا تھا کہ جس کی پشت میں یعنی اس کی اولاد میں دین اسلام زندہ پائندہ رہے گا۔ حرف بحرف سچ ثابت ہوئی اور باوجود ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے انگریز افغانستان کو نہ تو فتح کر سکے اور نہ ہی فتنہ و فساد اور ریشہ دوانیوں کے ذریعہ افغانوں کے عقائد اور اسلامی تشخص میں کوئی بگاڑ پیدا کر سکے چنانچہ انگریزوں کی دیرینہ اور روس کی حالیہ کاوشوں کو ملا کر اگر مختصراً یہ کہہ دیا جائے کہ افغانستان اسلام کا وہ قلعہ ہے جسے اغیار اور عدو' نہ تو پہلے سر کر سکے اور نہ ہی پھر کبھی ایسا کر سکیں گے بلکہ بقول حکیم الامت علامہ محمد اقبال جنہیں افغانستان سے قلبی لگاؤ تھا اور یہ خط ارض آپ کی شاعری میں نمایاں اور اجاگر رہا یہ کہنا بجا ہے کہ ۔

نور خدا ہے کفر کی ہر حرکت پہ خندازن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ناموس دین و ملت کی بقا و تحفظ کے لئے
فرزند افغانستان احمد رضا خان
اور آپ کے قبیلہ بڑیچ کی خدمات

○

جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ سرزمین افغانستان تحفظ اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ ثابت ہوئی۔ دین اسلام کے عروج' تحفظ اور پھیلاؤ کے لئے فرزندان افغانستان نے عزم صمیم' استقلال اور پامردی سے کام کیا چنانچہ اگر تیغ و شمشیر کی بات ہو تو سبکتگین و محمود' محمد غوری اور احمد شاہ ابدالی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ تصوف و روحانیت کی طرف دیکھا جائے تو خواجہ ابوالحسن

خرقانی سے لے کر مولانا عبدالرحمٰن جامی تک ان گنت مشاہیر اسلام اور خدام دین کو اسی سرزمین نے جنم دیا ہے جنہوں نے تعلیمات اسلام کو زیب تن بنا کر رہتی دنیا تک اسے پھیلا دیا۔ بالخصوص ہندوستان جو کہ کفر و شرک کی آماجگاہ تھا اس خطہ ارض کو نور اسلام سے منور کرنے والے جملہ اکابر اولیاء کرام اور صالحین افغانستان کے رہنے والے یا اس خطہ زمین سے گزر کر ہندوستان میں وارد ہوئے۔ ان سب کا اس مختصر سے رسالہ میں ذکر کرنا ممکن نہیں۔ البتہ مولانا شاہ احمد رضا خان کی نسبت سے آپ کے قبیلہ بڑیچ کے چند فقراء اور اہل اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

شیخ بستان بڑیچ

○

آپ آغاز جوانی میں افغانستان کے قصبہ روہ سے ہجرت کر کے ہندوستان آگئے اور قصبہ ساما میں آبسے تھے۔ دست سوال سے بچنے کے لئے شرعی طریقے سے تجارت کرتے اور حلال منافع محتاجوں، فقیروں اور لاچاروں پر خرچ فرماتے تھے۔ آنکھوں سے آنسو کبھی خشک نہ ہوتے۔ پشتو زبان میں درد بھرے اشعار کہتے جنہیں سن کر ہر کس و ناکس کو رونا آجاتا۔ ایک پہر رات آرام فرمانے کے بعد وضو تازہ فرما کر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ پانچوں وقت نماز ادا کرنے سے پہلے وضو تازہ فرماتے۔ ہر روز قرآن مجید کے پندرہ پارے تلاوت فرماتے اس طرح ہر دوسرے روز ختم کلام مجید کرتے تھے۔ ۱۰۰۲ سن ہجری میں احمد آباد کے مقام پر آپ کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ (۸)

شیخ المشائخ حضرت شیخ ثابت بڑیچ

آپ افغانستان کے علاقہ "بلوت" میں رہتے تھے۔ دل میں خیال آیا کہ بڑیچ قبیلہ تھوڑے سے افراد پر مشتمل ہے اور ایک گوشے میں پڑا ہے۔ کوئی ایسی جگہ رہائش رکھی جائے جو افغانوں کے شور شرابے سے محفوظ ہو۔ آپ نے دو آدمیوں کو ایسی جگہ تلاش کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے دیکھ بھال کے بعد "شوراوک" کے مقام کو جہاں آج کل افغان قبیلہ بڑیچ آباد ہے، پسند کیا۔ لیکن پانی کا چشمہ چھوٹا تھا اور آب رسانی کی تکلیف کا خدشہ تھا۔ اس کے علاوہ شوراوک کے پڑوس چاغی کے مقام پر بلوچ قبیلہ آباد تھا جو اپنے علاوہ کسی دوسرے کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ان کی دست درازی، ایذا رسانی کا خطرہ درپیش تھا۔ علاوہ ازیں سانپ، بچھوؤں اور ضرر رساں حشرات الارض کی یہاں بہتات تھی۔ شیخ ثابت کے آدمیوں نے ان تینوں خدشات سے آپ کو آگاہ فرمایا۔ آپ نے تازہ وضو کرنے کے بعد دعا فرمائی جو بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی اور آپ نے شوراوک کا رخ فرمایا۔ چنانچہ چشمے کا پانی بڑھ گیا۔ سانپ بچھوؤں سے آپ کا قبیلہ محفوظ رہا اور بلوچوں کو بھی آپ کے قبیلہ سے چھیڑ خانی کی کبھی ہمت نہ ہوئی۔ نتیجتاً بڑیچ اس جگہ ہمیشہ کے آباد ہوگئے۔ اسی طرح چونکہ آپ حضرت خواجہ مودود چشت جن کی نسبت سے خواجہ معین الدین چشتی کہلائے اور سلطان الہند کے نام سے مشہور ہوئے، سے آپ کو دلی ارادت تھی۔ آپ ان کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ایک دن آپ حضرت خواجہ مودود چشت کی خدمت میں بیٹھے تھے تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ شوراوک میں آپ کے قبیلہ پر مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ شیخ ثابت نے تینوں بار عرض کی "اللہ رحم فرما اور بلا کو ٹال دے۔" تھوڑے دنوں بعد قندھار کے قزلباش بادشاہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ بڑیچوں کے وطن شوراوک پر حملہ کردو۔ فوج روانہ ہوگئی تو راستے میں انہیں ایک گھڑسوار ملا اور سالار فوج کو حکم نامہ دکھایا جس پر لکھا تھا کہ تمہیں بڑیچوں کے علاقہ میں

جانے کی اجازت نہیں۔ فوج واپس لوٹی اور بادشاہ کو حکم نامہ دکھایا جسے دیکھ کر اس نے کہا گویا یہ میں نے نہیں لکھا لیکن خدا اس علاقے کی حفاظت چاہتا ہے جہاں اس کے مقبول بندے اولیاء اللہ اور صاحب حال لوگ رہتے ہیں۔ اس لیے ہم ان پر چڑھائی کی جسارت کیسے کر سکتے ہیں۔

شیخ الیاس برنیچ

○

آپ بھی شیخ ثابت کی طرح حضرت خواجہ مودود چشتی اول کے مرید اور بعد میں خلیفہ ہوئے۔ ایک لمبے عرصہ تک آپ اپنے حضرت کی سقائی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ پانی کے مشکیزے اٹھااٹھاکر آپ کے کندھوں پر زخم اور ان زخموں میں کیڑے پڑ گئے۔ چنانچہ آپ کی خدمات سے خوش ہوکر حضرت خواجہ مودود چشت نے فرمایا کہ مانگو جو چاہتے ہو تاکہ تمہیں اللہ پاک سے دلادوں۔ آپ نے عرض کی یا حضرت "ترکش و تیر بلا" چاہتا ہوں۔ حضرت خواجہ مودود چشت نے فرمایا اچھا آپ کو خدا سے دیر و ترکش دلوا دیا گیا۔ چنانچہ آپ اپنے پیر و مرشد کی اجازت سے اپنے وطن واپس لوٹے۔ راستے میں انہیں چراگاہ سے چر کر حضرت خواجہ مودود چشت کے اونٹوں کی ایک لمبی قطار ملی جو گھر کو جا رہے تھے۔ شیخ الیاس نے بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر اپنی مسواک ان اونٹوں کی طرف پھینکی چنانچہ سارے کے سارے اونٹ وہیں ڈھیر ہوگئے۔ حضرت خواجہ کو جب اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ مردوں کی عطا و سخا اور ان کا قول واپس نہیں ہوتے الغرض حضرت خواجہ کی عطا کردہ "ترکش و تیر" والی دعا بعد میں آپ کے قبیلہ کے کام آئی اور اس جوہر سے متصف کہ انہوں نے ہندوستان میں جرات و بہادری کے انمٹ نقوش چھوڑے۔ (۹)

حضرت مانکی شہباز بڑیچ

○

حضرت شیخ مانکی شہباز بڑیچ مجذوب صفت، مست منش، خدا رسیدہ اللہ کے مقرب بندے تھے۔ آپ بھیڑیں چرایا کرتے تھے اور ہمیشہ صحراؤں میں رہا کرتے تھے۔ حضرت شیخ ثابت جن کا ذکر پہلے آیا ہے ان کو بھی آپ سے بڑی عقیدت و ارادات تھی کہتے ہیں کہ جب شیخ ثابت جوان ہوئے تو ایک افغان نے آپ سے اپنی بیٹی کی منگنی کرنی چاہی لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ اس لڑکی کا رشتہ پہلے سے کسی اور افغان سے پکا کرچکا تھا اور وہ بھی خدا رسیدہ شخصیت تھی۔ لڑکی کے باپ نے چند افغانوں کو جمع کرکے مشورہ چاہا اور تب کا معاملہ فیصلے کے لئے حضرت شیخ مانکی شہباز بڑیچ کے پاس لے جاکر آپ نے دونوں خدا رسیدہ شخصیتوں سے فرمایا کہ اطمینان اور حوصلہ رکھو دیکھ لیتے ہیں کہ خدا کے ہاں لڑکی کس سے منسوب ہے تو انہوں نے دیکھا کہ لڑکی شیخ ثابت کے نام لکھی ہے تو صلح صفائی سے اس کام کو سرانجام دیا گیا۔

فخر بنی آصف و افغنہ
شاہ احمد رضا خان افغانی کا
نسبی و نسلی تعارف

○

اپنے علم و ہنر، فضل و کمال، ذہانت و فطانت، زہد و تقویٰ، روحانی تصرفات و باطنی انکشافات اور دیگر خداداد صلاحیتوں کی بدولت ایسی کئی باکمال شخصیتیں

دنیائے اسلام میں پیدا ہوئیں جو محققین، مستشرقین کے فکر و عمل کا محور رہیں۔ جنھیں ابن رشد، ابن سینا، عمر خیام، امام رازی، امام غزالی، البیرونی، فارابی جیسے ناموں سے دنیا بھر میں پہچانا جاتا ہے۔

چودھوریں صدی ہجری میں جبکہ ہندوستان میں اسلام زوال اور تاریکیوں سے دوچار ہونے لگا۔ مسلمانوں سے ان کا جاہ و حشمت جانے لگا اور سادہ لوح مسلمان، یہود و نصاریٰ اور ھنود کے بچھائے ہوئے مکر و فریب کے جال میں پھنسنے لگے اور اس کی حقانیت پر طرح طرح کے حملے ہونے لگے۔ گندم نما جو فروشوں نے دین اسلام کو پامال کرنے اور اس کے روشن چہرے کو داغدار کرنے کے لئے مسلمانوں کے لبادے اوڑھ کر ایسے اسلام دشمنوں کے کام کو تقویت دینی شروع کی جن کا مطلب و مقصد مسلمان جو پہلے ہی دنیوی حکمرانی سے محروم ہو کر اغیار کے محکوم بن چکے تھے۔ اسلامی اقدار سے ناآشنا رہ کر پھر کبھی بھی اپنی عظمت رفتہ کو بحال کرنے کے قابل نہ بن سکیں۔ ان خزاں رسیدہ حالات میں گلستان اسلام کی آبیاری اور دین مبین کی پاسبانی کا فریضہ سرانجام دے جس شخصیت نے پورے عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا اس کا نسبی تعلق افغانستان ہی سے تھا جسے دنیا آج شاہ احمد رضا خان بریلوی کے نام سے جانتی ہے جو غیر منقسم ہندوستان کے صوبہ یوپی کے شہر بریلی بمقام رو ہیلکھنڈ میں ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴/ جون ۱۸۵۶ء ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ (۱۰) اگرچہ نسل انسانی میں بزرگی و برتری، علم و ادب، تقوی و پرہیزگاری، خوف خدا، ایمان و ایقان اور صلاحیت اعمال سے عبارت ہے۔ تاہم حسب و نسب اور خاندانی بزرگی و برتری بھی شرافت اعمال کا ایک اعلیٰ پیمانہ خیال کیا جاتا ہے۔ مثلاً ذہانت، قوت عمل، عادات، رجحانات اور دیگر اوصاف عمرانی نقطہ نگاہ سے بہت حد تک نسلی و موروثی ہوتے ہیں۔ ان حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر دیکھا جائے تو ۱۸۵۷ء یعنی شاہ احمد رضا خان افغانی کی پیدائش کے صرف ایک سال بعد جنگ آزادی میں برصغیر کے

مسلمانوں کو ناکامی ہوئی۔ ان کی عظمت رفتہ کا روشن سورج غروب ہو گیا۔
انگریزوں کو برصغیر ہندو پاک میں قدم جمانے اور حکومت کرنے کا موقع مل گیا۔
انگریزوں نے ہندوؤں کے ایماء پر مسلمانوں کو سیاسی، اقتصادی اور مذہبی لحاظ سے
مغلوب کرنے کے لئے اپنے تمام وسائل کو استعمال کیا بالخصوص مسلمانوں کے
جذبہ جہاد کو ختم کرنے مسلمانوں کی توحید و رسالت سے وابستگی کو مجروح کرنے کے
لئے طرح طرح کے فتنوں کو ابھارا گیا ان مایوس کن اور دگرگوں حالات میں
ناموس رسالت اور دین مبین کی اثاث کو محفوظ و مامون رکھنے کے لئے شاہ احمد
رضا خان افغانی کے جذبہ حریت، جرات و بے باکی نے آپ کی شہرت کو برصغیر
پاک و ہند کے علاوہ اقصائے عالم میں پہنچا دیا۔ آپ کے حیرت انگیز علمی و روحانی
کارنامے ملت اسلامیہ پر آپ کے عظیم احسانات کی جیتی جاگتی نشانیاں ہیں۔ آپ
نے ستر کے قریب علوم پر محیط ایک ہزار کتب و رسائل لکھ کر جن میں سے تقریباً
آٹھ سو فارسی و اردو اور بقایا دو سو عربی زبان میں تحریر ہیں یادگار چھوڑے ہیں
جنہیں دیکھ کر اغیار انگشت بدنداں رہ گئے۔ ان کا مکر و فریب خرمن اسلام کو
جلانے میں ناکام رہا۔ مسلمانوں نے عقیدت و محبت کے آپ پر پھول نچھاور کئے۔
آپ کو امام اہلسنت، مجدد دین و ملت دانائے راز اور عاشق رسول کے القاب سے
نوازا گیا۔ احسان مندی کا یہ حال ہے کہ آج کروڑوں مسلمانوں کی عقیدتوں کا
آپ مرکز ہیں۔ آپ کے علمی فنی اور روحانی کارناموں پر مختلف زبانوں میں پاکستان
ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک کی جامعات میں بھی تحقیق کا کام ہو رہا ہے۔

چودھویں صدی ہجری کے اس نابغہ عصر کی دینی خدمات میں کوئی دوسرا ان کا
ہم پلہ نہیں۔ عشق مصطفےٰ کے جو جلوے اور معیار آپ نے قائم فرمائے وہ دلوں
کو گرمانے اور وجدان کو عشق مصطفےٰ میں تڑپانے کا کام دے رہے ہیں۔ خدمت
اسلام کی اس نسبت سے اگر شاہ احمد رضا خان افغانی کے حسب و نسب پر غور کیا
جائے تو کئی عقدے حل ہوتے نظر آتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبت،

اطاعت اور عشق تام کی امانت جو نسبی نسبت سے آپ تک پہنچی۔ اس نے آپ کے ظاہر و باطن کو درخشندہ ستارہ بنادیا جس نے اپنی کرنوں سے تاریکیوں کو روشنی میں بدل ڈالا۔ آپ کی نسبی عظمت کو اگر عمیق نظروں سے دیکھا جائے تو جن حقائق کی عقدہ کشائی ہوتی ہے وہ مختصراً" حسب ذیل ہیں :

شاہ احمد رضا خان کی نسبی اور نسلی وابستگی

○

امام اہلسنّت، مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا خان افغانی نسب و نسل کے لحاظ سے افغان ہیں۔ آپ کا نسبی سلسلہ افغانستان کے مشہور و معروف قبیلہ بڑیچ سے جو افغانوں کے جدامجد قیس عبدالرشید (۱) جسے پیغمبر اسلام کی خدمت عالیہ میں حاضری دے کر دین اسلام کو قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی کے پوتے شرجنون الملقب شرف الدین کے پانچ بیٹوں میں چوتھے بیٹے بڑیچ سے جاملتا ہے۔ بقایا تین بیٹوں کے نام شیرانی۔ میانہ اور اوڑمڑ ہے۔ شرجنون یعنی شرف الدین کے والد کا نام سڑبن یعنی سیف الدین ہے جو افغان نسل کے بانی قیس عبدالرشید کے بیٹے ہیں۔ بڑیچ افغانستان کے صوبہ قندھار کے سرحدی علاقہ قندھار کے گرد و نواح میں "شوراوک" میں آباد ہیں جو بلوچستان کے ضلع چاگی کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اس طرح بڑیچ پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے اضلاع چاغی اور کوئٹہ بالخصوص کوئٹہ شہر میں کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ تاریخی لحاظ سے بڑیچ نہ صرف بلوچستان بلکہ صوبہ سرحد اور غیر منقسم ہندوستان کے بیشتر علاقوں میں قندھار سے جاکر سکونت پذیر ہوئے۔ مثلاً نامور افغان روہیلوں میں حافظ رحمت خان (۲) اور دوندے خان جوکہ آپس میں چچا زاد بھائی تھے کہ ابداد کی اصل جائے سکونت گلوس ڈوڈھیر تحصیل صوابی ضلع مردان ہے۔ جو کہ ۱۸۷۰ء کے

کاغذات مال میں ان کے مورث اعلیٰ، شہاب الدین پختون بڑیچ کے نام سے درج ہے۔ ان کے وہ عزیز اقربا جو ہندوستان نہیں گئے وہ آج تک مالکان دیمہ اور اسی علاقہ میں آباد ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کی ریاست رامپور کے حکمران خاندان کے مورث اعلیٰ' سردار داؤد خان (۱۳) کے متعلق لکھا گیا ہے کہ وہ شاہ عالم خان کے فرزند تھے جو قبیلہ بڑیچ سے متعلق ہیں۔ غیر منقسم ہندوستان کی ریاست جھجھر کے رئیس اور اس ریاست کی مسلم آبادی بڑیچوں پر مشتمل تھی(۱۴)۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے رئیس جھجھر کو جنگ آزادی میں انگریزوں کو ڈک پہنچانے کی پاداش میں سولی پر لٹکا دیا۔ تاریخ ہندوستان افغانوں کی شجاعت' جرات و بہادری بالخصوص بڑیچ قبیلے کے حیرت انگیز اسلامی جذبے ایثار اور قربانیوں سے لبریز ہے۔ تاریخی لحاظ سے اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ انگریزوں سے سازباز کر کے شجاع الدولہ اگر افغانوں سے کینہ پروری نہ کرتا اور نامور بڑیچ جنگجو جسے حافظ رحمت خان روہیلہ کہا جاتا ہے کو شہید نہ کرتا تو ہندوستان میں اسلام کی حکمرانی کبھی بھی ختم نہ ہوتی۔

ریاست روہیلکھنڈ

شاہ احمد رضا خان افغانی کی جائے پیدائش ہونے کی نسبت سے روہیلکھنڈ (۱۵) کے متعلق چند الفاظ لکھنا ضروری ہے۔ روہیلکھنڈ کا بانی ملک داؤد خان تھا جو کہ ملک قادر خان کا چھوٹا بھائی تھا۔ داؤد خان کا تذکرہ ریاست رام پور کے ضمن میں آچکا ہے اگرچہ وہ ہندوستان میں یوسف زئی مشہور ہوا جو قبیلہ بڑیچ سے نکلی ہوئی شاخ ہے جیسے کہ تواریخ خورشید جہاں صفحہ نمبر ۱۸۶ حسب و نسب سردار داؤد خان میں شیر محمد خان گنڈاپور نے لکھا "صحیح ایں است کہ سردار داؤد خان بن شاہ خان ابن محمود خان ابن شہاب الدین خان است کہ قوم او بڑیچ است کہ در ۱۷۰۷ء کہ از سلطان محمد معظم بہادر شاہ تخت دھلی آباد بود۔ وارد ہندوستان شد و

کٹھیر در رو ہیلکھنڈ تخت و تاراج کردہ جمعیتے بسر ساختہ۔" یہ ایک فطری امر ہے کہ ایک قبیلہ جو اس کے بانی سے منسوب ہوتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے بانیوں سے منسوب ہو کر علیحدہ شاخ بن جاتی ہے جیسے بڑیچ آگے جا کر یوسف زئی کہلائے۔ انہی داؤد خان کے متعلق روشن خان اپنی کتاب "پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ" صفحہ نمبر ۲۹۵ میں انہیں یوسف زئی میں قبیلہ اکوزئی کی ذیلی شاخ بابوزئی لکھتا ہے۔ ہندوستان میں مغلیہ حکومت کے کمزور ہو جانے کی وجہ سے ہندو زمیندار خود سر اور باغی ہونے لگے اور خود کو راجہ کہلانے لگے۔ مراد آباد' دہلی بھیت' کٹھیر' راج پور' کھیم کرن' رام پور حقیقت سلطنت مغلیہ کی گرفت سے نکل چکے تھے۔ سردار داؤد خان بڑیچ نے ان حالات کو دیکھ کر افغانوں میں جو بعد میں روہیلے اور جن کی اکثریت بڑیچ تھی کی ایک جمعیت اکٹھی کر کے کٹھیر میں تل چل مچادی۔ روہیلے ہم وطنوں میں جب یہ خبریں پہنچیں تو افغان کثرت سے اپنے آبائی ملک افغانستان سے اور ہندوستان کے مختلف علاقوں سے آکر اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس طرح پورا کٹھیر کو روہیلکھنڈ کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔ داؤد خان نے راج پور وغیرہ کے نواحی علاقے فتح کر کے ان کو روہیلکھنڈ میں شامل کر لیا۔ داؤد خان نے مرہٹوں کے ساتھ لڑائی میں بہت کارہائے نمایاں سرانجام دیے جن کے صلے میں میں مغل بادشاہ نے انہیں بریلی اور بدایوں کے علاقے بھی اپنی ریاست میں شامل کرنے کی اجازت دے دی اور داؤد خان کی ریاست کو روہیلکھنڈ کے نام سے تسلیم کر لیا۔ سردار داؤد خان روہیلکھنڈ پر بیس سال مثالی حکومت کر کے ۱۱۳۹ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے بعد علی محمد روہیلہ حکمران بنے جن کے بیٹے کا نام سعد اللہ خان تھا۔ علی محمد نے ماہ شوال ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۴/ ستمبر ۱۷۴۸ء کو آنولے میں انتقال فرمایا۔ جہاں تک روہیلہ اور ان کی ہندوستان میں جائے سکونت روہیلکھنڈ کا تعلق ہے لفظ روہیلہ اصل میں "روہ" سے نکلا ہے جو افغانستان میں کو[illegible] ا ایک وسیع سلسلہ ہے جہاں حافظ رحمت

خان روحیلہ اور دیگر بڑیچ خانوادے کے مورث اسی کوہستانی قطعہ ارض میں آباد تھے۔ اسی "روہ" کی نسبت سے روحیلے کہلائے۔ موجودہ افغانستان کے صوبہ قندھار کے جس علاقہ میں بڑیچ آباد ہیں اسے "شوراوک" کہا جاتا ہے بہرکیف روہ کی نسبت سے روحیلے اپنے کوہستانی وطن سے نکل کر ایک تازہ دم فوج کی طرح ہندوستان میں داخل ہوئے اور کٹھیر کے علاقے میں جو بعد میں روہیلوں کی نسبت سے روہیلکھنڈ کہلایا آباد ہو گئے۔ کٹھیریا روہیلکھنڈ کا زرخیز علاقہ ہمالیہ کے دامن میں اودھ کے شمال مغرب میں بارہ ہزار میل پر مشتمل ہے۔ افغانستان سے روہیلوں کی آمد طویل عرصے تک جاری رہی اور رفتہ رفتہ انہوں نے اپنی علیحدہ ریاست قائم کرلی جس کا نام روہیلکھنڈ پڑا اور جس کا صدر مقام ایک عرصہ تک بریلی رہا۔ حافظ رحمت خان ہندوستان میں مستقل قیام کی غرض سے اٹھارویں صدی عیسوی کی تیسری یا چوتھی دہائی میں افغانستان سے ترک مکانی کرکے یہاں آئے اسی زمانے میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خان افغانی کے جد امجد محمد سعید اللہ خان بڑیچ افغانی بھی روہیلکھنڈ سکونت پذیر ہوئے۔ یہاں پر ہی انہوں نے مستقل طور پر رہائش اختیار فرمائی اس طرح یہ خانوادہ آج بھی اسی جگہ آباد ہے۔ جناب محمد سعید اللہ خان بڑیچ قندھار سے محمد شاہ مغلیہ شہنشاہ کے دور میں ہندوستان تشریف لائے۔ کچھ عرصہ لاہور ٹھہرے آپ "کوشش ہزاری" کے عہدے پر فائز کیا گیا اور شجاعت جنگ کا خطاب عطا ہوا۔ بریلی (روہیلکھنڈ) میں سکونت اختیار کرنے پر آپ کو جاگیر عطا کی گئی جو ابھی تک اس خانوادے کے پاس ہے۔ سعید اللہ خان کے صاحبزادے محمد سعادت یار خان اعلیٰ ریاستی عہدے پر فائز تھے۔ ان کے بڑے صاحبزادے محمد اعظم خان تھے۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان افغانی کے یہی مورث تھے جنہوں نے ریاستی عہدے سے علیحدگی اختیار کرکے زہد و تقویٰ اختیار کیا اور ریاضت میں مشغول ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حافظ کاظم علی خان صاحب تھے جو خود نواب آصف الدولہ کے وزیر تھے۔

حوالہ جات

(۱) ـــــ روشن خان 'پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ

(۲) ـــــ شیر محمد خان گنڈاپور تواریخ خورشید جہاں صفحہ نمبر۳۶۔۴۲

(۳) ـــــ حاجی محمد زردار خان ناغر' صولت افغانی

(۴) ـــــ محمد زرداری خان ناغر' صولت افغانی صفحہ ۳۳۴

(۵) ـــــ روشن خان' پٹھانوں کی اصلیت اور انکی تاریخ صفحہ نمبر۴۰

(۶) ـــــ حاجی محمد زردار خان ناغر' صولت افغانی' صفحہ نمبر۳۱۳

(۷) ـــــ شیر محمد گنڈاپور' تواریخ خورشید جہاں' صفحہ نمبر۴۶

(۸) ـــــ تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی تالیف خواجہ نعمت اللہ ہروی ترجمہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین صدر شعبہ فارسی اورینٹل کالج لاہور صفحہ نمبر۵۵۳

(۹) ـــــ تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی صفحہ نمبر۵۶۵ ۵۶۶

(۱۰) ـــــ ظفرالدین بہاری رضوی' حیات اعلیٰ حضرت' جلد اول مطبوعہ بریلی

(۱۱) ـــــ صولت افغانی' حاجی زردار خان افغان

(۱۲) ـــــ تذکرہ پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ مصنفہ روشن خان صفحہ نمبر۵۰

(۱۳) ـــــ تواریخ خورشید جہان مصنفہ شیر محمد خان گنڈاپور صفحہ نمبر۱۸۶

(۱۴) ـــــ صولت افغانی (احوال نسب افغاناں) مصنفہ حاجی محمد زردارخان صفحہ نمبر۲۴۷

(۱۵) ـــــ رحمان علی' تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۹۸۔